مولانا ضیاء الرحمان حقانی
دامادِ خاص حضرت شیخ رحمہ اللہ

حضرت شیخؒ کی زندگی کے آخری لمحات

تمام تر حمد وثنا خلائق عالم کے لئے ہے جس نے جہاں کو بنایا اوراس میں بنی آدم کو اعلیٰ رتبہ دیکر صفت علم سے مخلوقات میں ممتاز فرمایا اور درود وسلام ہو اس بابرکت ذات پر کہ جس نے العلماء ورثة الانبیاء اور اہل القرآن اہل اللہ وخواصہ فرما کر علماء اور اولیا اللہ کے مقام کو واضح فرمایا اور ظاہر ہے کہ ان نفوس قدسیہ کی خدمت من جانب اللہ ایک نعمت ہے۔

مجھ ناکارہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت عطا فرمائی کہ مخدوم العلماء محبوب الاولیاء حضرت الشیخ رحمہ اللہ کی خدمت کیلئے قبول فرمایا۔

تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ کامل پندرہ سال تک سفر وحضر میں حضرت شیخ کی خدمت کا موقع ملا اوراس پر افتخار بھی بجا ہے کہ ہزار ہا تلامذہ اور متعلقین تو ایک طرف ان کی خدمت مبارکہ میں تو چودھویں صدی کے امام عدل ثالث امیر المؤمنین ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ دست بستہ کھڑے رہتے تھے۔

مجھی پر منحصر کیا ہے شہنشاہ زمانہ بھی
اسی کے آستاں پر آرہے ہیں گداگر

اور یہ کوئی یک طرفہ معاملہ نہیں تھا بلکہ اس عبقری شخصیت کے احسانات سے کہ جس نے زندگی قرآن و سنت کی ترویج وتشہیر میں کھپا دی میرا وجود بھی گراں بار ہے۔ پندرہ سال تک مجھ ناتواں پر حضرت شیخ کا خصوصی نظروکرم رہا لیکن حضرت شیخ کے تین احسانات ایسے ہیں کہ وہ میری زندگی کا سرمایہ افتخار ہے۔

(۱) آخری پانچ چھ سال سے جب حضرت شیخؒ پر امراض وبلیات کو ہجوم رہا تو جب بھی ہسپتال میں زیر علاج ہوتے تو بغرض خدمت ہسپتال میں صرف راقم کو رہنے کا حکم دیتے۔

(۲) حرم شریف اور دیوبند کے مبارک رحلات میں رفاقت اور خدمت کی توفیق نصیب ہوئی۔

(۳) خاص کر اپنی لخت جگر اور نور نظر کو بندہ کے نکاح میں دیا جس کی پیدائش دار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ہوئی اور حج وعمرہ کے اکثر اسفار میں حضرت شیخؒ کی معیت بندہ کی رفیقہ حیات کو حاصل ہے۔

خاص کر نکاح کے معاملے میں تو حضرت شیخ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تابندہ روایات کی یاد تازہ فرمائی۔

آخری مرتبہ ہسپتال جانے سے ۷،۸ دن قبل حضرت شیخ رحمہ اللہ کی طبیعت ناساز ہوئی جبکہ میرا اپنا معمول یہ تھا کہ جب بھی حضرت شیخ کی طبیعت ناساز ہوتی تو بعد از نماز فجر خود جا کر یا فون کے ذریعے بیمار پرسی کرتا، چنانچہ حسب معمول بندہ صبح کے وقت حضرت شیخ کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ حضرت رات کیسی گزری؟ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تمام رات نیند نہیں آئی اور فرمایا کہ ڈاکٹر سے معلومات کرو کہ کیا کیا جائے میں نے ڈاکٹر سے رابطہ کیا توانہوں نے ایک قسم کی ٹیبلٹ (گولی) تجویز کی، لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑا، بلکہ حضرت نے دوسری رات بھی جاگ کر گزاری، سبق سے واپسی کے بعد فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو کافی وقت تک سر مبارک کی مالش کی اور باقی جسم کو بھی دبا دیا، حضرت شیخ نے فرمایا کہ نیند ایک عظیم نعمت ہے اس جسم کو سکون وراحت ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے رات کو آرام کیلئے پیدا کیا ہے وجعلنا نومکم سباتا اس سے انسان اگلے دن کیلئے ہشاش بشاش ہوجاتا ہے ورنہ انسان بہت حریص ہے یہ دن رات فکر معاش میں لگ جاتا۔

میں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو رات کو خدمت کیلئے میں آجایا کروں خواتین میں اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ وہ پوری رات جاگ کر گزار سکے۔

لیکن حضرت شیخؒ نے اپنے مزاج کے موافق کوئی جواب نہیں دیا کہ کسی اور کی تکلیف گوارا نہیں کرتے تھے، حضرت شیخؒ کے گھر کا ماحول ایسا تھا کہ عصر کے وقت آپکی تمام اولاد واحفاد آپ کے پاس جمع ہوجاتی اور یہ محفل رات تک جاری رہتی تھی، چونکہ میری رفیقہ حیات بھی اس دن حضرت شیخؒ کے پاس تھی تو حضرت شیخ نے ان سے کہا کہ دوپہر کو ضیاء الرحمان نے رات کو ٹھہرنے کیلئے کہا تھا مجھے بڑی خوشی ہوئی ان سے کہدو، کہ رات یہاں آجائیں، اہلیہ نے فون کے ذریعے اگاہ کیا تو میں نے صحبت کے ان لمحات کو قیمتی ساعات جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

چنانچہ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد میں حضرت شیخ کو ان کے بستر پر لے آیا آپ نے فرمایا کہ کوئی صاحب یہ کتاب تقریظ کیلئے دیکر گئے ہیں آپ اسکی عبارت مجھے پڑھ کر سنائیں، ۱۱ بجے تک تقریباً ۲۳ صفحات میں نے سنائے اس دوران متعدد مقامات پر برابر حضرت شیخ تصحیح فرماتے رہے۔ اسکے بعد آرام کی غرض سے لیٹ گئے اور آنکھ لگ گئی لیکن چھوٹے پیشاب کی تکلیف کی وجہ سے بار بار اٹھتے رہے۔ رات کے آخری پہر اٹھ کر وضو فرمایا اور تقریبا چھ رکعات تہجد ادا کیئے۔

راقم الحروف کو جب بھی حضرت شیخ کی معیت میں رات گزارنے کا شرف حاصل ہوا تو سفر وحضر میں

© rasailojaraid.com

حضرت شیخ کو تہجد کا پابند پایا اور جب تک نیند آنکھوں سے دور رہتی تو حضرت ذکر واذکار اور حمد وثنا میں مشغول ہوتے تھے، خاص کر بیماری کے ایام میں تو جب بھی تقاضہ وغیرہ سے فارغ ہوتے تو فوراً وضو کرتے اور دوگانہ ادا کرتے اور جب میں انکی تکلیف کا خیال کر کے منع کرتا تو فرماتے کہ جب گرم پانی میسر ہو تو کیا مشکل ہے؟

حضرت شیخ جب تہجد سے فارغ ہوئے تو سورۃ یٰسین کی تلاوت شروع کی درمیان میں چار دفعہ اونگھ آئی اور ہر دفعہ جب آنکھ کھلتی تو دوبارہ شروع فرمادیتے جب فجر کی اذان ہوئی تو مجھے کہا کہ جماعت کے بعد آپ آرام کریں ،دن کے وقت گھر کے بقیہ افراد میری خدمت میں مستعد رہتے ہیں۔بہرحال دو تین دن اسی طرح گزر گئے پھر ہسپتال جانے اور چیک اپ کرنے کیلئے گھر والوں کا اصرار بڑھ گیا، چنانچہ ۷محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۱ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو ہم آر ایم آئی ہسپتال حیات آباد پشاور کیلئے روانہ ہوگئے ۔اول ماہر امراض قلب نے حضرت شیخ رحمہ اللہ کا معائنہ کیا اور کہا کہ دل کا کوئی خاص مسئلہ نہیں لیکن چونکہ حضرت کو پہلے سے سینے کا عارضہ لاحق ہے آپ سینے کے سپیشلسٹ ڈاکٹر عاصم کے پاس چلے جائیں۔ڈاکٹر عاصم صاحب نے چیک اپ کرنے کے بعد کہا بابا جی آپ کا سینہ بہت خراب ہے چند دن کیلئے یہاں ٹھہرنا پڑیگا،ڈاکٹر عاصم چونکہ حضرت سے ناواقف تھے اسلئے اکثر بابا جی یا حاجی صاحب کے الفاظ استعمال کرتے تھے بعد میں جب حضرت شیخ کا وصال ہوا تو ڈاکٹر عاصم نے مجھے کہا کہ مجھے ان کے مقام ومرتبے کا اتنا علم نہیں تھا اس لئے بابا کا لفظ استعمال کرتا تھا۔ہسپتال میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کے معمولات میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا تھا پہلے کی طرح تہجد اذان فجر سے قبل ذکر جہری پست آواز کے ساتھ براہ راست حرم کعبہ کی نمازوں اور تلاوتوں کا سماع یا احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف سلام وتحیۃ کا سماع غرض حضرت شیخ باوجود ہسپتال ،امراض جیسے عوارض کے اپنے معمولات برابر جاری رکھے ہوتے تھے صاحبزادہ مولوی سید ارشد علی شاہ صاحب کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ میرے ہسپتال کا ذکر کسی سے نہ کرنا اسکے باوجود تلامذہ ومتعلقین عیادت کیلئے برابر آتے رہے ۔جب طلباء اور علماء عیادت کیلئے تشریف لاتے تو بڑے سوز وگداز میں یہ اشعار پڑھتے :

سئمت تكاليف الحياة ومن يعش
ثمانين حولاً لا ابالك يسأم

اور کبھی یہ پڑھتے:

ان الثمانين وقد بلغتها
قد احوجت سمعي إلىٰ ترجماني

آنے والے حضرات سے دعاؤں کی درخواست کرتے تھے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالایمان نصیب فرمائے موت کی سختیوں یعنی سکرات الموت اور عذاب قبر سے محفوظ فرمائے ۔اس بڑے دن کی رسوائی سے

محفوظ فرمائے ایک طویل عرصے سے یہ دعائیں حضرت شیخ کے معمولات میں شامل تھیں اور اسکو کرتے ہوئے اکثر روتے اور ہسپتال میں یہ دعائیں بھی کثرت سے مانگتے تھے اللهم لا سهل الا ماجعلته سهلا اللهم سهل لنا جميع الامور اللهم لاتقتلنا بغضك ولاتهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذالك۔

اس دوران سیدی ومرشدی پیر طریقت حضرت مولانا محمد عزیز الرحمان ہزاروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ خلیفہ مجاز برکتہ العصر حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا الدھلوی مہاجر مدنی ؒ جو کہ مدینہ منورہ میں سے مسلسل فون پر گفتگو بھی فرمائی۔

ایک دن حضرت شیخ مجھ سے فرمانے لگے کہ میرے دو شاگرد ایسے ہیں باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انکو علم و عمل سے حظ وافر عطا فرمایا ہے پھر بھی ادنیٰ شاگردوں کی طرح میری قدر کرتے ہیں، میں نے عرض کیا حضرتؒ وہ کون ہے فرمانے لگے ایک مفتی سیف اللہ اور دوسرے عزیز الرحمان ہزاروی صاحب ۲۷ اکتوبر بروز منگل صبح کے وقت حضرت شیخؒ نے غسل کا ارادہ فرمایا لیکن طبیعت کے موافق پانی گرم نہ ہونے کی وجہ سے غسل نہ کرسکے ناشتہ کے بعد جبکہ میں حضرت شیخ کی خدمت میں مصروف تھا اور آپؒ حرم شریف سے تلاوت سن رہے تھے اتفاقاً قاری صاحب سورۃ صٓ کی یہ آیتیں تلاوت فرمائے وایوب اذنادیٰ ربه انى مسنى الضر وانت ارحم الراحمين تو حضرت شیخ رونے لگے میں نے پوچھا حضرت طبیعت کیسی ہے؟ تو مجھے قریب کرکے مبارک ہاتھوں کے ہالے میں لیا اور شفقت ومودت کے وہ دعائیہ الفاظ میرے حق استعمال کئے کہ میں اپنے آپکو انکے لائق نہیں گردانتا

ع زہے قبول افتدعز وشرف

پھر فرمایا چند صفحات لے آؤ ایک خط شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اور دوسرا امجد (ابن الشیخ) کو لکھتا ہوں میں نے تکلیف کا خیال کرکے معذرت کی تو غصہ ہوگئے جب میں نے حکم کی تعمیل کی تو چونکہ میں ہی حضرت شیخ رحمہ اللہ کے خطوط تحریر کیا کرتا تھا، فرمانے لگے لکھو لیکن افسوس اس وقت حضرت شیخ کی طبیعت ایسی تھی کہ میں لکھنے سے گھبرانے لگا تو انتہائی جلال میں آکر غصے میں کہنے لگا مجھے بزدل آدمی پسند نہیں ہے آپ کا میرے ساتھ اتنا وقت ہوگیا میری طبیعت معلوم نہیں کی لیکن اتنے جلال اور غصے کی باوجود حضرت شیخ رحمہ اللہ کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ مجھے دیکھ کر سمجھ نہیں آیا شاید ہنسنے لگے اور فرمایا کہ آپکے ہاتھ لرز رہے ہیں مجھے دے دو اور وہ کاغذ لیکر خود تحریر فرما کر مجھے دیا کہ اسے سنبھال لو۔

۲۹ اکتوبر جمعے کی رات کو حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنے فرزند ارجمند مولانا سید امجد علی شاہ صاحب کیساتھ کافی دیر تک گفتگو کی جو حضرت شیخؒ کی طبیعت مبارک کیلئے منبسط اور باعث نشاط ہوئی۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اپنی اہلیہ کو فون ملاؤ ان کے ساتھ بات ہوئی خاص کر نواسیوں نزہہ اور نزیہ کیساتھ شفقت بھری باتیں ہوئی۔ اسکے بعد عشاء کو شیخ الحدیث

حضرت مولانا فضل محمد صاحب یوسفزئی شیخ الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن نے فون پر حضرت شیخ رحمہ اللہ کیساتھ گفتگو کی اور آخر میں یہ کلمات ارشاد فرمائے کہ حضرت اگر مجھ سے پہلے اکابرین سے ملاقات ہوگئی تو ان کو میرا سلام کہہ دینا۔

یہ جمعہ کی رات تھی بندہ کے ذمہ جو خدمت تھی اس سے فراغت کے بعد حضرت سو گئے آخر پہر اٹھ کر حضرت شیخ نے تہجد پڑھی چونکہ جمعہ کا مبارک دن تھا آپ رحمہ اللہ نے غسل فرمایا اور پھر مجھ سے کہا آپ بھی غسل کریں پانی گرم ہے میں نے عرض کیا بعد میں کرلوں گا، فرمانے لگے تاتریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شوداور کئی دفعہ اس جملے کی تکرار فرمائی اور فرمانے لگے یہ یاد کرلو مطلب یہ تھا کہ اب پانی گرم ہے بعد میں ٹھنڈا ہو جائیگا اسکے بعد صلوٰۃ فجر باجماعت ادا فرمائی اور دعا سے فراغت کے بعد فرمانے لگے کہ کچھ صفحات لے آؤ میں نے حکم کی تعمیل کی پہلا خط اپنے فرزند ارجمند قاری المقری مولانا سید امجد علی شاہ کو تحریر فرمایا اس خط میں مسنون سلام اور کئی القابات لکھنے کے بعد فرمایا الیوم یوم الجمعة قداغتسلت بالماء الحار وصليت صلوة الفجر خلف الشيخ ضياء الرحمان الذی يخدمنی ليلاً ونهاراًاکثر خدمة من اولادی ......الخ اسی طرح تقریباً۶ خطوط تحریر فرمائیں۔

ہر خط لکھنے کے بعد لیٹ جاتے تھے جب کہ میں حیران وپریشان کبھی حضرت شیخ ؒ کے معصوم اور منور چہرے کو دیکھتا اور کبھی خطوط کو، کیونکہ خطوط کا اندازہ کچھ اس طرح تھا کہ گویا حضرت شیخ رحمہ اللہ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں پھر فرمایا ان سے خطوط کی تین تین کاپیاں نکال دو اور اصل مکتوب الیہ کو پہنچا دینا اور نقل اپنے پاس رکھ دینا بظاہر حضرت شیخ ؒ ابھی تندرست اور پہلے سے زیادہ صحت مند معلوم ہو رہے تھے لیکن آپؒ کے اقدامات سے معلوم ہو رہا تھا کہ محبوب حقیقی کی ملاقات کیلئے تیاری فرما رہے ہیں اور شاید پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تحفۃ المؤمن الموت اسوقت حضرت شیخ رحمہ اللہ کے ذہن میں ہو دوپہر کے وقت پوچھنے لگے کہ خطبہ جمعہ کو کتنا وقت ہے میں کہا ۴۰۔۴۵ منٹ ،فرمانے لگے کھانا لے آؤ تا کہ مسجد چلے جائیں کھانے میں مچھلی کی خواہش کا اظہار فرمایا جو میں لے کر آ گیا کھانے کے بعد جب حضرت شیخ نے شہد تناول فرمانے لگے کہ یہ جنت کا میوہ ہے اور بغیر چمچ کے منہ بھر کر نوش فرمایا۔

پھر میں حضرت شیخ کو وہیل چیئر پر بٹھا کر مسجد لے جانے لگا تو وارڈ کے چوکیدار نے کہا کہ مریض کو باہر لے جانے کی اجازت نہیں حضرت شیخ نے ان سے کہا کہ ڈاکٹر حضرات ہمارے ساتھ نماز کیلئے جاتے ہیں آپ یہ کیسی باتیں کرتے ہیں اسکے بعد ایک آفیسر سے لیفٹ میں ملاقات ہوئی تو اس نے بھی کہا اجازت نہیں ہے حضرت شیخ نے انتہائی جلال میں فرمایا کہ جمعہ کا مبارک دن دیکھو اور اپنے کام دیکھو۔

بہر حال حضرت شیخ رحمہ اللہ مسجد تشریف لے گئے اور مبارک زندگی کی آخری نماز باجماعت ادا فرمائی واپسی پر سنن ونوافل وغیرہ کمرے میں ادا کیں اور اسکے بعد دعا فرمائی اور فرمانے لگے کہ حرم شریف میں اس وقت

© rasailojaraid.com

خطبہ پڑھا جارہا ہوگا آپ ذرا لگائے ،مکہ مکرمہ کے خطبہ ونماز سننے کے بعد جب حرم مدینہ لگایا تو اتفاق سے امام حرم شیخ حذیفی حفظہ اللہ تعالیٰ ۱۵ منٹ لیٹ ہو گئے تھے، یا یوں کہا جائے کہ رب کریم نے اپنے اس محبوب بندہ کی آخری چاہت کو دیکھتے ہوئے شیخ خذیفی ۱۵ منٹ تک اپنی قدرت کاملہ سے روک دیا ہو۔وذالك ليس على الله بمستنكر وكثير من الوقائع التاريخية يدل على ذلك خطبے سننے کے بعد حضرت شیخ رحمہ اللہ کرسی پر بیٹھ کر سو گئے ،میں کچھ کام میں مصروف تھا تو مجھے بہت شدید نیند آئی میں نے جب موبائیل کو دیکھا تو 3:33 بجے تھے،میں نے دروازہ بند کر کے حضرت شیخ رحمہ اللہ کو بستر پر لٹا دیا اور جبین انور پر بوسہ دیا آپ رحمہ اللہ نے فرمایا آپ بھی آرام کرلیں کئی دنوں سے آپ نے آرام نہیں کیا جب میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کو لٹا کر مڑنے لگا تو حضرت شیخ رحمہ اللہ نے پاؤں پھیلا دئے۔میں نے عرض کیا حضرت کچھ تکلیف تو نہیں ہے تو فرمایا کہ نہیں ! بیٹا آپ آرام کرلیں جب میں دوبارہ مڑنے لگا تو حضرت شیخ ؒ نے ہاتھ مبارک زور سے دیوار پر مارا اور زبان سے یہ الفاظ بمشکل ادا کئے ضیاء الرحمان (کچھ کہنا چاہ رہے تھے) میں نے دیکھا تو حضرت شیخ رحمہ کے ہونٹ مبارک حرکت کر رہے تھے۔

روشنی جس کی حریم روح کو چمکا گئی
ظلمت مرگ آخر اس ستارے کو بھی کھا گئی

چاند کا زرد مرمریں بجرہ
قلزم نیلگوں میں ڈوب گیا

میرا دماغ سن اور حواس معطل ہو گئے کئی منٹ بعد ایمرجنسی بٹن پر انگلی رکھ دی اور مسلسل بجاتا رہا باہر ہسپتال کا عملہ اور ڈاکٹر کھڑے تھے لیکن مجھے ہوش نہیں تھا کہ دروازہ بند ہے کئی منٹ بعد میں نے دروازہ کھولا اور ڈاکٹر حضرات اندر آئے اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کو دیکھا اور پھر خاموشی سے ایک ایک کر کے چلے گئے میں نے معلوم نہیں کیسے صاحبزادہ مولانا ارشد علی شاہ کا نمبر ملایا اور ان سے صرف اتنا کہہ سکا داجی ہمیں چھوڑ کر چلے گئے انا لله وانا اليه راجعون ۔

روز و شب شام و سحر لوگ چلے جاتے ہیں
نہیں معلوم نہ خاک تماشا کیا ہے

© rasailojaraid.com